قرآن وحدیث کی روشنی میں

مسائل زکوٰۃ

راقم: ڈاکٹر فیض احمد بھٹی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

اہمیتِ زکوٰۃ

بحیثیتِ مسلمان اسلامی معاشرے کے ہر فرد کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ احکامِ زکوٰۃ سے مکمل علم وآگہی حاصل کرے، کیونکہ زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے اہم ترین رکن ہے، لہٰذا یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ

☆...... کن لوگوں پر واجب ہوتی ہے؟ ☆...... کن لوگوں کو دی جاتی ہے؟

☆...... کن چیزوں پر واجب ہوتی ہے؟ ☆...... کن کو نہیں دی جاسکتی؟

مطالعہ قرآنی سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں 82 مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ جس سے بدیہی طور پر یہ عیاں ہوتا ہے کہ نماز اور زکوٰۃ لازم وملزوم ہیں اور ان دونوں کے درمیان انتہائی اتصال وارتباط ہے۔ چنانچہ اسی اہمیت کے پیش نظر خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا تھا:

(والله لأ قاتلن من فرّق بين الصلاة والزكاة فان الزكاة حق المال والله لومنعوني عناقا يؤدونها الى رسول الله لقاتلتهم على منعها) (صحيح البخاري/ كتاب الزكاة) ترجمہ: ''اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا، جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق ڈالے گا، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر انہوں نے زکوٰۃ میں بکری کے بچے کو بھی دینے سے انکار کیا، جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو (زکوٰۃ کے طور پر) دیتے تھے، تو میں ان سے لڑوں گا''۔

فرضیت زکوٰۃ

قرآن حکیم کی روشنی میں: ۱۔﴿وأقیموا الصلاۃ واتو الزکاۃ﴾[سورۃ البقرۃ: ۴۲]ترجمہ:''اور تم نماز قائم کرواور زکوٰۃ ادا کرو''۔۲۔﴿خذ من أموالھم صدقۃً﴾[سورۃ التوبۃ: ۱۰۳]ترجمہ:''آپ ﷺ! ان کے مالوں سے زکوٰۃ لیجئے''۔ ۳۔﴿واتو الزکاۃ وأقرضوا اللہ قرضاً حسناً﴾[سورۃ المزمل: ۲۰]ترجمہ:''اورتم زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کوقرضِ حسنہ دو''۔ ۴۔﴿واتواحقہ یوم حصادہ﴾[سورۃ الأنعام: ۱۴۱]ترجمہ:''اس کی کٹائی کے دن اس کا حق (زکوٰۃ) ادا کرو''۔

حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں:

۱۔ (بنی الا سلام علی خمس: شھادۃ أن لا الہ الا اللہ وأن محمدًا رسول اللہ واقام الصلاۃ وایتاء الزکاۃ ......)[صحیح البخاری/ کتاب الایمان]ترجمہ:''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا،نماز قائم کرنا،زکوٰۃ ادا کرنا......''

۲۔ (...... ان اللہ قد افترض علیھم صدقۃً فی أموالھم تؤخذ من أغنیائھم فترد فی فقرائھم)[صحیح البخاری/کتاب الزکاۃ]ترجمہ:''بے شک اللہ تعالیٰ نے ان (مسلمانوں) پران کے اموال میں زکوٰۃ فرض کردی ہے۔جوان کے متمول حضرات سے وصول کی جائے گی اورفقرا میں تقسیم کی جائے گی''۔

اجماع کی روشنی میں: اس بات پرتمام علمائے اسلام کا اجماع واتفاق ہے کہ زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے اہم ترین رکن ہے۔جس نے اس کی فرضیت کا انکارکیا،وہ کافراوردائرۂ اسلام سے خارج ہے،اورجس نے اسے ادانہ کیا،وہ فاسق ٹھہرااوراس سے جنگ کرنا حاکم وقت پرواجب ہے۔[بدایۃ المجتھد والفقہ الاسلامی وأدلتہ]

مانعینِ زکوٰۃ کیلئے سخت ترین وعیدوانجام

۱۔ ﴿والذین یکنزون الذھب والفضّۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب ألیمO یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ماکنزتم لأنفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون﴾[سورۃ التوبہ: ۳۴.۳۵]ترجمہ:''اور جولوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اوراللہ کی راہ میں خرچ (زکوٰۃ ادا) نہیں کرتے،انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دو کہ جس دن اس

خزانے کو آتشِ دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا رکھا تھا۔ پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو"۔

۲۔ (مامن رجل لایؤدی زکاۃ مالہ الاجعل اللہ یوم القیامۃ فی عنقہ شجاعاً ثم قرأعلینا مصداقہ من کتاب اللہ ﴿ولا یحسبن الذین یبخلون بما أتھم اللہ من فضلہ﴾)[سنن الترمذی / کتاب تفسیر القرآن و ابن ماجہ / کتاب الزکاۃ] ترجمہ: "جو آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی گردن میں (اس کے مال کو) سانپ بنا دیں گے پھر آپ ؐ نے ہم پر کتاب اللہ سے اس کا مصداق تلاوت کیا کہ "جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں کنجوسی کو (اپنے لئے بہتر) ہرگز خیال نہ کریں"۔

۳۔ (مامن صاحب ذھب ولافضۃ لا یؤدی منھا حقھا الا اذا کان یوم القیامۃ صفحت لہ صفائح من نار فأحمی علیھا فی نارِ جھنم فیکوی بھا جنبہ وجبینہ و ظھرہ کلما بردت أعیدت لہ فی یومٍ کان مقدارہ خمسین ألفَ سنۃ حتی یقضٰی بین العباد فیری سبیلہ: اما الی الجنۃ و اما الی النار)[صحیح مسلم / کتاب الزکاۃ] ترجمہ: "جس شخص کے پاس سونا چاندی ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، تو قیامت کے دن اس کیلئے سونے چاندی کے پترے آگ سے بنائے جائیں گے پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر ان پتروں سے اس کے پہلوؤں، اس کی پیشانی اور اس کی کمر کو داغا جائے گا۔ جب پترے ٹھنڈے ہوں گے، تو انہیں پھر گرم کیا جائے گا۔ اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی۔ یہاں تک کہ انسانوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ ہر شخص اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا کہ جنت میں ہے یا جہنم میں"۔

۴۔ (ولم یمنعوا زکاۃ أموالھم الامنعوا القطر من السماء ولو لا البھائم لم یمطروا)[سنن ابنِ ماجہ/ کتاب الفتن] ترجمہ: "جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، وہ بارانِ رحمت سے محروم کر دیے جاتے ہیں۔ اگر چوپائے نہ ہوں، تو ان پر بارش کا نزول کبھی نہ ہو"۔

ان تمام آیات و روایات سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے پہلو تہی اور اعراض کی صورت میں دنیا و آخرت کی رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نیز اس نافرمانی کی وجہ سے مال و اسباب سے خیر و برکت بھی اٹھ جاتی ہے۔

زکوٰۃ جن لوگوں پر واجب ہے

زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہے، جس میں درجِ ذیل پانچ شروط ہوں: ۱۔ مسلمان ہو کیونکہ کافر احکام

اسلام کا مکلف نہیں۔[صحیح البخاری/ کتاب الزکاۃ و مصنف ابن ابی شیبہ] ۲۔آزاد ہو کیونکہ غلام خود کسی دوسرے کی ملکیت ہوتا ہے۔[بدایۃ المجتھد و المحلی لا بن حزم] ۳۔مال مقررہ نصاب کے مطابق ہو[صحیح البخاری / کتاب الزکاۃ]جس کی تفصیل آئندہ سطور میں بیان ہوگی۔ ۴۔صاحبِ ملکیت تام ہو۔[سورہ التوبہ:۱۰۳] کیونکہ بعض اوقات آدمی مالک تو ہوتا ہے مگر یہ اس کی ملکیت تام نہیں بلکہ ناقص ہوتی ہے۔جیسے کسی کو قرضہ دیا ہو تو درحقیقت مالک تو یہی ہے مگر رقم اس کے ہاتھ میں نہیں بلکہ کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔تو ایسی صورت میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔الا کہ واپس اس کے ہاتھ میں آجائے تو پھر زکوٰۃ ادا کرے گا۔اگر مقروض نے ادا نہ کی تھی۔ ۵۔جب کہ مال پر مکمل ایک سال گزر چکا ہو۔[سنن أبی داؤد/ کتاب الزکاۃ]

زکوٰۃ جن چیزوں پر واجب ہے

ا۔چوپائے: مثلاً: اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، دُنبہ وغیرہ۔پاکستان میں کتنے ہی ایسے مقامات ہیں کہ جہاں مذکورہ جانور میں سے کوئی نہ کوئی قسم ضرور پائی جاتی ہے، اور وہ بھی کثرت سے لہٰذا ضروری ہے کہ ان کی بھی تفصیل ملاحظہ کرلی جائے:

الف: اونٹ: پانچ عدد اونٹ ہوں، تو نصاب مکمل ہوجاتا ہے۔5 اونٹوں سے لے کر 24 اونٹوں تک ہر پانچ پر ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ دینی چاہیے۔25 سے لے کر 35 اونٹوں تک ایک سال کی اونٹنی بطورِ زکوٰۃ دینی چاہیے۔36 سے لے کر 45 اونٹوں تک دو برس کی اونٹنی زکوٰۃ کے طور پر دینی چاہیے۔46 سے لے کر 60 اونٹوں تک تین برس کی اونٹنی دینی چاہیے۔61 سے لے کر 75 اونٹوں تک زکوٰۃ میں چار سال کی اونٹنی دینی چاہیے۔76 سے لے کر 90 اونٹوں تک دو دو برس کی دو عدد اونٹنیاں بطورِ زکوٰۃ دینی چاہئیں اور 120 سے زائد کی تعداد میں ہر 40 اونٹوں پر 2 برس کی ایک اونٹنی کے حساب سے یا ہر 50 اونٹوں پر 3 سال کی ایک اونٹنی کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔[صحیح البخاری/ کتاب الزکاۃ]

ب: گائے، بھینس: گایوں، بھینسوں کی تعداد جب 30 ہو، تو نصابِ زکوٰۃ مکمل ہوجاتا ہے۔لہٰذا 30 عدد گایوں یا بھینسوں پر ایک سال کا بچہ بطورِ زکوٰۃ ادا کیا جائے گا۔40 کی تعداد میں 2 بچے، جن کی عمر 2 سال ہو، بطور زکوٰۃ دیے جائیں گے۔60 سے زائد کی صورت میں ہر 30 پر ایک سال کے بچے کے حساب سے یا ہر چالیس

کے اعتبار سے 2 سال کا ایک بچہ ادا کیا جائے گا۔[سنن أبی داؤد/ کتاب الزکاۃ]

ج۔ بکری، بھیڑ، دُنبہ: جب بکریوں، بھیڑوں یا دنبوں کی تعداد 40 ہو جائے، تو نصاب مکمل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا 40 سے لے کر 120 بکریوں تک ایک بکری بطورِ زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ 121 سے لے کر 200 تک دو بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی۔ 201 سے لے کر 300 تک تین بکریاں دی جائیں گی۔ 300 سے زائد کی صورت میں ہر 100 پر ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔[صحیح البخاری/ کتاب الزکاۃ]

نوٹ: زکوٰۃ اُن مویشیوں پر واجب ہوتی ہے، جو (سال بھر میں) نصف سے زائد عرصہ قدرتی وسائل پر گزارہ کرتے ہوں نیز وہ ایسے جانور ہوں جو کام کاج کے لئے مستعمل نہ ہوں۔

۲۔ اجناس: گندم، چاول، مکئی، باجرا، فروٹ اور خشک میوہ جات جب 5 وسق، یعنی 20 من ہوں، تو نصابِ زکوٰۃ مکمل ہو جاتا ہے اور اس میں زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے جسے شرعی اصطلاح میں عشر کہا جاتا ہے۔

یاد رہے جب یہ اجناس قدرتی وسائل سے حاصل ہوں، مثلاً بارش سے سیراب ہونے والی زمین سے جیسے بارانی زمینیں، یا قدرتی چشموں سے جیسے پہاڑی علاقہ جات یا خود بخود نمی سے سیراب ہونے والی زمینیں تو اس میں سے پورا عشر یعنی 1/10 حصہ بطورِ زکوٰۃ ادا کیا جائے گا اور اگر یہ اجناس ذاتی اخراجات مثلاً ٹیوب ویل، نہریوں، جھلاروں کے پانی اور دیگر کھاد وادویات سے کاشت کی گئی ہوں، تو اس میں سے نصف عشر، یعنی 1/20 حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔ [صحیح مسلم/ کتاب الزکاۃ]

نوٹ: اجناس میں زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب یہ برداشت (حاصل) کی جاتی ہیں لہٰذا اگر کوئی فصل سال میں دو مرتبہ برداشت کی جاتی ہو تو اس میں زکوٰۃ یعنی عشر بھی دو مرتبہ ادا کیا جائے گا۔[سورۃ الانعام: 141]

۳۔ شہد: وہ شہد، جو قدرتی وسائل سے حاصل ہوا ہو اس کا نصاب 75 کلوگرام ہے۔ اس میں سے بطور زکوٰۃ عشر، یعنی 1/10 حصہ ہی ادا کیا جائے گا۔[سنن الترمذی/ کتاب الزکاۃ و ارواء الغلیل للألبانی]

۴۔ معدنیات: کوئلہ، گندھک، نمک، تانبہ، لوہا، پیٹرول، گیس وغیرہ، معدنیات کے نصاب اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت میں شدید فقہی اختلاف پایا جاتا ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ ان کو عروضِ تجاریہ (تجارتی سامان) میں شامل کرتے ہوئے اس کی آمدنی پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گزر

جائے۔[سنن أبی داؤد/ کتاب الزکاۃ و مؤطا/ کتاب الزکاۃ]

۵۔رکاز، یعنی دفینہ جات: دفینہ جات میں راجح بات یہ ہے کہ یہ جتنے بھی اور جب بھی حاصل ہوں، ان کا پانچواں حصہ 1/5 بطورِ زکوٰۃ ادا کیا جائے گا۔[صحیح البخاری/ کتاب الزکاۃ]

۶۔سونا: سونا جب 20 دینار ہو جو کہ موجودہ اوزان کے مطابق ساڑھے سات تولے یعنی 87 گرام بنتا ہے۔ تو اس کا نصابِ زکوٰۃ مکمل ہو جاتا ہے۔ پس اس کا چالیسواں حصہ 1/40 بطورِ زکوٰۃ ادا کیا جائے گا۔[سنن أبی داؤد/ کتاب الزکاۃ]

۷۔چاندی: چاندی جب 200 درہم ہو جو کہ موجودہ اوزان کے مطابق ساڑھے باون تولے، یعنی 612 گرام بنتی ہے، تو اس کا نصاب مکمل ہوگا اور اس میں سے چالیسواں حصہ 1/40 بطورِ زکوٰۃ ادا کیا جائے گا۔
[صحیح البخاری/ کتاب الزکاۃ]

نوٹ: اس میں وہ سونا اور چاندی بھی شامل ہے جو خواتین بطورِ زیورات استعمال کرتی ہیں بشرطیکہ وہ نصابِ زکوٰۃ کے مطابق ہو جیسا کہ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور سلف صالحین کا بھی یہی موقف ہے۔

۸۔کرنسی: ہر قسم کی کرنسی (ڈالر، پاؤنڈ، یورو، دینار، ریال) یعنی کاغذی نوٹوں میں بھی نصاب چاندی یا اس کے برابر سونا ہی ہوگا۔ (سنن ابی داؤد/ کتاب الزکوٰۃ) کیونکہ یہ کرنسی دراصل سونے چاندی کا ہی بدل ہوتی ہے۔ لہٰذا نصاب پورا ہونے کی صورت میں اور سال گزرنے پر اس میں سے اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دی جائے۔

۹۔عروضِ تجاریہ (تجارتی سامان وغیرہ): عروضِ تجاریہ سے مراد وہ کاروباری سامان ہے، جو خرید وفروخت کے لئے رکھا گیا ہو۔ مثلاً ہر قسم کے کپڑے، جوتے، برتن، ادویات، معدنیات، سونا، چاندی، آلات، مشینری، سامان لکڑی، گاڑیاں، پلاٹ، دوکانیں، مکانات الغرض جو بھی سامان خرید وفروخت کیلئے رکھا گیا ہو وہ عروضِ تجاریہ ہی کہلاتا ہے۔ حتیٰ کہ کمپنی حصص (شیئر) بھی اگر تجارتی مقصد کیلئے خریدے گئے ہوں تو اسے بھی تجارتی سامان ہی تصور کیا جائے گا۔ (القواعد النورانية الفقهية لابن تيمية) اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہو، تو نصاب مکمل ہو جاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد/ کتاب الزکوٰۃ) چنانچہ اس میں سے بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ (فان رسول الله ﷺ كان يأمرنا أن نخرج الصدقة مما نعده للبيع) ترجمہ: ''پس رسول اللہ کریم ﷺ ہمیں اس مال سے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا

کرتے تھے جسے ہم خرید وفروخت (تجارت) کیلئے رکھا کرتے تھے۔[سنن أبی داؤد/ کتاب الزکاۃ]

اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ درجِ ذیل ہوگا: کہ ہر سال جتنا تجارتی مال دکان یا مکان یا گودام وغیرہ میں ہو، اس کی قیمت کا اندازہ لگالیا جائے۔ علاوہ ازیں جتنی رقم گردش میں ہو اور جو رقم موجود ہو، اسے بھی اس میں شامل کرلیا جائے پھر اس (الف) نقد رقم، (ب) کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ، یعنی زیرِ گردش رقم، (ج) سامانِ تجارت کی تخمیناً قیمت سب کو ملا کر ٹوٹل جتنی رقم بنے، اس پر ڈھائی فی صد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ [واللہ أعلم]

وضاحت: وہ تمام اشیاء جو بطورِ آلات وذرائع آمدن استعمال کی جاتی ہیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گی۔ مثلاً آلات و مشینری برائے تجارت، کرایہ کے مکانات، کرایے کی دوکانیں، کرایے کی گاڑیاں وغیرہ اسی طرح فیکٹریوں، کارخانوں اور ملوں کی زمین، عمارت، فرنیچر اور مشینری وغیرہ پر بھی زکوٰۃ نہ ہوگی جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: کہ کام کرنے والے جانوروں (عواملہ) پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد/ کتاب الزکوٰۃ) دوسری حدیث میں ہے: کہ گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ نہیں۔ (سنن ابی داؤد/ کتاب الزکوٰۃ) اس دور میں مشہور آلات وذرائع برائے آمدن یہی تھے۔ ہاں ان کی آمدنی پر زکوٰۃ ضرور ادا کی جائے گی اگر سال گزر جائے اور نصاب بھی مکمل ہو جائے۔

زکوٰۃ کے مستحقین

۱۔ فقرا، جن کے پاس گزر اوقات کے لئے کچھ نہ ہو۔ ۲۔ مساکین (وہ لوگ، جن کی حالت فقرا سے قدرے بہتر ہوتی ہے، لیکن پھر بھی تنگ دست ہوتے ہیں اور زندگی کی ضروریات احسن طریقے سے پوری نہیں کر سکتے) ۳۔ عاملینِ زکوٰۃ (وہ لوگ، جن کے ذمے زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم ہوتی ہے یا وہ زکوٰۃ کی حفاظت وغیرہ کا بندوبست کرتے ہیں) ۴۔ تالیفِ قلب (ان لوگوں کو زکوٰۃ دینا، جو کافر ہوں، اس امید پر کہ وہ مسلمان ہو جائیں یا کسی نومسلم کو دینا، تاکہ وہ راسخ الایمان ہو جائے) ۵۔ غلاموں اور قیدیوں کی آزادی کیلئے۔

۶۔ مقروض لوگوں کے۔ لئے تاکہ انہیں قرضے کے بوجھ سے نجات دلائی جائے۔ ۷۔ مجاہدین (جو اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے۔ نکلے ہوں۔ خواہ وہ مالدار ہوں) ۸۔ مسافرین، یعنی ایسے لوگ، جو زادِ راہ کے محتاج ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ذیل کی آیتِ مبارکہ میں درج بالا تمام مستحقین کا تذکرہ فرمایا ہے: ﴿انما الصدقات للفقراء والمساکین ......﴾[سورة التوبہ مع التفسیر: 60]

جنہیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی

۱۔ کافرومرتد کوزکوٰۃ دینا حرام ہے۔[صحیح البخاری/ کتاب الزکاۃ] مگروہ کفار جنہیں تالیفِ قلب کیلئے زکوٰۃ دینی جائز ہے، وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔[تفسیر سورۃ التوبہ:60] ۲۔ آل رسول ﷺ (بنو ہاشم وبنو مطلب) کوبھی زکوٰۃ دینا حرام ہے۔[صحیح مسلم/ کتاب الزکاۃ] ۳۔ والدین، اولاد اور بیوی کو بھی زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔[القرآن الکریم و سنن ابن ماجہ/ کتاب التجارات] کیونکہ اولاد کا مال درحقیقت والدین کا ہی مال ہے جبکہ بیوی کا نان ونفقہ خاوند پراوراولاد کا باپ پرواجب ہے۔ ۴۔ جمہور علما کے نزدیک مسجد پر بھی زکوٰۃ استعمال نہیں کی جاسکتی۔[مجموع الفتاوی / لابن باز ۱۴/۲۹۴]

طلبہ مدارس اور مسئلہ زکوٰۃ

طلبہ مدارس کوفقراومساکین اور مسافرین کی مد میں شمار کرتے ہوئے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے عظیم مذہبی سکالرحافظ صلاح الدین یوسف صاحب یوں رقم طراز ہیں: فقراومساکین میں وہ لوگ سرفہرست ہیں، جواپنے آپ کواللہ کے دین کے لئے وقف کردیں، اللہ کے دین کی خاطراپنا گھربار اور کاروبار ترک کردیں،لیکن اس کے باوجودلوگوں کے سامنے دستِ طلب دراز نہ کریں۔ایسے خوددار اور متعفف ضرورت مند علماوطلبہ علومِ دینیہ کی امداد(آبرومندانہ طریقے سے)بہت ضروری ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿للفقراء الذین أحصروا فی سبیل اللہ لایستطیعون ضرباً فی الأرض یحسبھم الجاھل أغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لایسئلون الناس الحافا﴾[سورۃ البقرۃ: ۲۷۳] ترجمہ:’’خیرات اُن فقیروں کے لئے ہے، جوروکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں، چل پھرنہیں سکتے ملک میں۔ناواقف ان کے سوال نہ کرنے سے ان کو مال دار سمجھے۔تُو ان کے چہرے سے ان کو پہچانتا ہے۔وہ لوگوں سے چمٹ کرسوال نہیں کرتے‘‘۔

نبی کریم ﷺ نے بھی مسکین کی تعریف میں اس آیت کا حوالہ دیا ہے،جیسا کہ حدیث میں ہے:(انما المسکین الذی یتعفف، اقرؤوا ان شئتم، یعنی قولہ تعالیٰ ﴿لایسئلون الناس الحافا﴾) [صحیح البخاری/ کتاب التفسیر] ترجمہ:مسکین تووہ ہے، جوسوال کرنے سے بچتا ہے۔اگر چاہو، تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لو’’وہ لوگوں سے چمٹ کرسوال نہیں کرتے‘‘۔

مذکورۂ بالا آیت وحدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جو علما وطلبہ اپنے آپ کو علم دین کے سکھانے اور اس کی نشرو اشاعت کے لئے وقف کردیں اور کاروباری مصروفیتوں پر تعلیم وتعلم کو ترجیح دیں، اُن کی حاجات وضروریات بھی زکوٰۃ کی مد سے پوری کی جاسکتی ہیں۔ اور ان کی علمی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے دینی وعلمی کتابیں بھی اس فنڈ ہی سے خرید کرانہیں دی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ زمانہ حال کے ایک مصری فاضل علامہ یوسف القرضاوی نے بھی اپنے کتاب ''فقہ الزکوٰۃ'' میں اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: (فاذا ماتفرغ لطلب علم نافع و تعذر الجمع بين الكسب وطلب العلم فانه يعطىٰ من الزكاة قدر ما يعينه علىٰ أداء مهمته وما يشبع حاجاته ومنها كتب العلم التى لابد منها لمصلحةِ دينه ودنياه وانما أعطى طالب العلم لأنه يقوم بغرض كفاية ولأن فائدة علمه ليست مقصورة عليه بل هى لمجموع الأمة، فمن حقه أن يعان من مال الزكاة لأنها لأحد رجلين، امالمن يحتاج من المسلمين أولمن يحتاج اليه المسلمون، وهذا قد جمع بين الأمرين)[فقه الزكاة: ۲/۵۶۰۔۵۶۱] ترجمہ: ''اگر کوئی شخص علم نافع کی طلب میں لگا ہوا ہے اور حصولِ علم کے ساتھ وہ کسبِ حلال نہ کرسکتا ہو، تو اُسے بقدرِ ضرورت زکوٰۃ دی جاسکتی ہے اور اس کے فریضہ حصول علم کی تکمیل کے لئے اور کتابوں کے لئے بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ اس لئے کہ طلبِ علم دیں فرضِ کفایہ ہے اور اس کے علم کا فائدہ خود اُس کی ذات تک محدود نہیں ہے، بلکہ تمام امت کے لئے ہے اور یہ اس کا حق بنتا ہے کہ مالِ زکوٰۃ میں سے اس کی مدد کی جائے، کیونکہ زکوٰۃ کے مصارف کے دو پہلو ہیں کہ یا تو مسلمانوں میں جو محتاج ہو، اسے دی جائے یا جس سے مسلمانوں کی ضرورت وابستہ ہو، اسے دی جائے اور یہاں (طالب علم میں) دونوں باتیں جمع ہیں''۔

فوائد وفلسفہ زکوٰۃ

۱۔ زکوٰۃ کی ادائیگی عبودیتِ الٰہی کا ایک اعلیٰ ترین مظہر ہے۔ ۲۔ اس کی ادائیگی سے مال میں پاکیزگی اور خیر وبرکت پیدا ہوتی ہے۔ ۳۔ ادائیگیِ زکوٰۃ سے مال، آفات وبلیّات سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ ۴۔ اس سے اللہ کا تقرب اور لوگوں کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ ۵۔ اس کی ادائیگی سے خلقِ خدا کے ساتھ اچھے سلوک اور احسان کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جس سے آپس میں باہمی اخوت ومحبت پیدا ہوتی ہے اور نتیجتاً معاشرے میں امن وسلامتی کی فضا برقرار رہتی ہے۔